ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1
2024

مجلس ترقی ادب کی نثری تدوینات

محمد عمران

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Majlis e Tarraqi Adab is an academic and literary institution of Pakistan based in Lahore, which works under the Punjab government, with the aim of publishing compilations and translations on Urdu classical literature and humanities. This institution was established in July 1954. The current moderator of this institution is Abbas Tabish, a prominent poet of Urdu. The academic journal of this institution is published under the name of Saheefa which has been published continuously since 1957.

Keyword:

مجلس ترقی ادب، لاہور، عباس تابش، سر سید احمد خاں، حیدر بخش حیدری، گلکرسٹ

اردو کا شمار عصر حاضر کی اہم زبانوں میں ہوتا ہے۔ اردو زبان کو موجودہ مقام دلوانے اور اس کی ترویج و اشاعت میں برصغیر پاک و ہند میں بہت سی شخصیات، اداروں اور تحریکوں نے اپنا اپنا حصہ ڈالا۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر بے شمار تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی کاوشیں عمل میں آئیں۔ بزرگان دین کی تبلیغی و مذہبی مساعی؛ مسلمان فاتحین کی آمد اور عرب تاجروں کے اہل ہند سے مراسم اردو کے پیدائشی عمل میں کارفرما ہوئے۔ بعد ازاں فورٹ ولیم کالج کلکتہ، دلی کالج، جامعہ عثمانیہ، انجمن ترقی اردو، اور مطبع نول کشور ایسی منظم کاوشوں نے اردو کو نہ صرف اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کا موقع فراہم کیا بل کہ چلنے پھرنے اور دوڑنے کے قابل بھی بنا دیا۔

تقسیم ہند تک اردو زبان کا دامن علمی، ادبی، سائنسی، مذہبی اور معاشرتی علوم کے سرمائے سے مالا مال ہو چکا تھا۔ افسانوی اور غیر افسانوی ادب، اخلاقیات، تاریخ اور سائنس کے موضوعات پر نایاب کتب تالیف ہو چکی تھیں۔ تقسیم ہند کے بعد ایک طرف سوڈیڑھ سو سال کا گراں بہا سرمایہ، مرورِ زمانہ کے ساتھ ناپید ہو رہا تھا تو دوسری جانب نئے علوم و فنون کو اردو میں منتقل کرنا ضروری ہو چکا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس ترقی ادب لاہور کے پلیٹ فارم سے متذکرہ بالا دونوں محاذوں پر نہایت کلیدی نوعیت کا کام کیا گیا۔

مجلس ترقی ادب لاہور کے زیرِ اہتمام مفید اشاعتی، تحقیقی اور تدوینی سرگرمیاں عمل میں لائی گئیں۔ نایاب کتب کی اشاعت کو یقینی بنایا گیا۔ دنیا کی مختلف زبانوں کے عظیم علمی، تاریخی اور ادبی ذخیرے کو اردو زبان میں منتقل کیا گیا۔ ترجمہ نگاروں نے ان موضوعات کا چناؤ کیا جن کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ عالمی ادب کے شہ پاروں کو اردو زبان میں منتقل کر کے اردو قارئین کو عالمی ادب سے روشناس کرانے کا اہتمام کیا گیا۔ موضوعات کی افادیت کا اندازہ ان کی متعدد اشاعتوں کی صورت میں لگایا جا سکتا ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود موضوع کی تازگی کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔

مجلس ترقی ادب لاہور کے زیرِ اہتمام تدوین و تحقیق کے میدان میں گراں بہا کاوشیں عمل میں آئیں۔ ادب ہو یا بشریات، بہترین تحقیقی نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ تخلیق کے میدن میں پختہ قلم کاروں سے لے کر نوآموز لکھاریوں تک کی تخلیقات عوام الناس تک پہنچانے میں معاونت کی۔ نقد و انتقاد اور تدوین و ترتیب کے کاموں کا وسیع سرمایہ مجلس ترقی ادب لاہور کی خدمات کا بین ثبوت ہے۔

مجلس ترقی ادب لاہور کے مرتبین نے اردو کے ادبی، تاریخی، علمی، اخلاقی اور معاشرتی سرمائے کو تدوینی عمل کے ذریعے گردش ایام کی گرد میں گم ہونے سے بچایا۔ جس طرح شعری متون کی جمع آوری، ترتیب و تحشیہ کے باب میں مجلس کی خدمات قابل داد ہیں۔ اسی طرح نثری سرمائے کے تحفظ میں بھی مجلس ترقی ادب لاہور کے مدونین نے جانفشانی اور عرق ریزی سے کام لیا۔ اصناف نثر سے متعلقہ متون کی بازیافت اور ترتیب ان کا اہم کارنامہ ہے۔ تدوینی روایت جس کی داغ بیل سر سید احمد خاں اور ان کے مقلدین نے ڈالی تھی مجلس کے مدونین نے اس روایت کو کامیابی سے آگے بڑھا کر اردو ادب کے نثری ذخیرے میں قابل قدر اضافہ کیے۔ بہت سی کتب جو آج ہمیں آسانی سے دستیاب ہیں وہ انھیں محنت پسند مرتبین کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ ذیل میں مجلس ترقی ادب لاہور کے مرتبین کی نثری تدوینات کا مختصر احاطہ پیش خدمت ہے۔ جس سے معلوم ہو گا کہ ان مدونین نے کن کن متون کو کس طرح ترتیب دے کر قارئین ادب کی دل چسپی کا سامان کیا۔ مجلس ترقی ادب لاہور کے زیرِ اہتمام دیگر موضوعات کی طرح اخلاقیات کے موضوع پر تحریر کتب کو ترتیب دیا گیا۔ جس کی تفصیل اور جائزہ ملاحظہ ہو:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1
2024

حیدر بخش حیدری کی ''گل مغفرت'' کو ناظر حسن زیدی نے مرتب کیا اور ۱۹۶۵ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع کیا۔ ''گل مغفرت'' میں مقدمہ، فاتحہ، نعت و مدح کے بعد ۱۲ مجالس شامل ہیں۔ مرتب کے مطابق فورٹ ولیم کالج میں جن کتابوں کے تراجم کیے گئے وہ اردو فہمی کے لحاظ تو اہم تھیں لیکن بعض کتابیں مذہبی اور اخلاقی حوالے سے بھی افادیت کی حامل تھیں۔ گلکرسٹ خاصا مشرقی ذہن رکھتا تھا، اس نے سیرت، اخلاقیات اور تاریخ کی کتب کو بھی اردو میں منتقل کرنے میں خاص دلچسپی لی۔ ''گل مغفرت'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مقدمہ نگار نے حیدری کے حالات کے بارے میں بھی تحقیق کی۔ حیدری نے بالترتیب درج ذیل کتب تالیف و ترجمہ کیں:

۱۔ قصۂ مہر وماہ	۲۔ قصۂ لیلیٰ مجنوں	۳۔ گلشن ہند
۴۔ توتا کہانی	۵۔ آرائش محفل	۶۔ ہفت پیکر
۷۔ تاریخ نادری		

''گل مغفرت'' حیدری کی اہل بیت سے محبت کے جذبے کی عکاس ہے۔ انھوں کاشفی کی ''روضتہ الشہدا'' کے اردو ترجمہ ''گلشن شہیداں'' کا مولوی حسین علی جونپوری کی فرمائش پر خلاصہ پیش کیا ہے۔ حیدری کی یہ تلخیص ۱۸۱۲ء میں ہندوستانی پریس کلکتہ سے شائع ہوئی۔ مقدمہ نگار نے اسلوب بیان کی خصوصیات کا احاطہ کیا ہے۔ اس کے مختلف ایڈیشن کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔ تاہم یہ نہیں بتایا کہ ترتیب متن میں کس نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک ایڈیشن کو بنیاد بنا کر شائع کر دیا ہے کیوں کہ کتاب میں کوئی حاشیہ، تعلیقہ یا ضمیمہ شامل نہیں ہے۔ کتاب کا آغاز ''فاتحہ'' سے ہوتا ہے جس کا پہلا شعر ہے:

''درود و فاتحہ پہلے رسول کے اوپر
پھر اس کے بعد علی و بتول کے اوپر'' (1)

تدوینی طریق کار میں متن کی دستیابی، کیفیت اور ترتیب متن کے اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔ مرتب کو اپنے طریق کار کی وضاحت بھی کرنا ہوتی ہے کہ کس مطبوعہ یا غیر مطبوعہ نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے؟ کس نسخے سے تقابل کیا گیا ہے؟ لیکن ایسی ضروری معلومات کی عدم فراہمی نے اس کاوش کی وقعت کم کر دی ہے۔

منشی ذکاء اللہ کی تصنیف مکارم الاخلاق کو احمد رضا نے مرتب کیا۔ یہ کتاب مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ 'مکارم الاخلاق' منشی ذکاء اللہ کی تالیف ہے جس میں علم اخلاق کے موضوع پر عربی و فارسی کی معتبر کتابوں سے ۲۳۶ مضامین کا انتخاب کیا گیا۔ یہ کتاب تقسیم ہند سے قبل نصابی مقاصد کے لیے تالیف کی گئی۔ کتاب گیارہ ابواب اور ۵۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ ۴۴ صفحات

پر محیط ہے۔مقدمہ میں ''حیات ذکاء اللہ'' کے زیر عنوان منشی ذکاء اللہ کے خاندان،ولادت، بچپن، ملازمت، سر سید سے روابط، اعزازات، شادی،اولاد،وفات، تصانیف اور مکارم الاخلاق کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ مقدمہ نگار کے مطابق مکارم الاخلاق کا پہلا ایڈیشن ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ دوسری اشاعت ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ دونوں ایڈیشنوں میں مشابہت اور مماثلت اس بات کی غماضی کرتی ہے کہ دوسرا ایڈیشن پہلے کی نقل ہے۔ مرتب نے پہلی اشاعت کو اساس بنا کر کتابت کی اغلاط کو درست کیا۔ قدیم الاملا الفاظ کو جدید املا میں تبدیل کیا۔ کتاب کی توقیف اور پارہ بندی کو یقینی بنایا۔ حواشی بھی پیش کیے۔ مولف کے مقدمے کے بارے میں حاشیے میں لکھتے ہیں:

''مکارم الاخلاق طبع دوم مطبوعہ شمس المطابع ۱۸۹۳ء میں مولوی ذکاءاللہ کا یہ مقدمہ شامل نہیں ہے۔ طبع اول ۱۸۹۱ء میں موجود ہے۔(2)

مرتب نے طباعت اول کو بنیاد بنایا اور طبع دوم کے اختلافات کو حاشیہ میں درج کیا۔ مثلاً:

''کوئی ایسا بخیل نہیں ہے جو دوسرے کے بخل کو برا نہ جانے،بس یہی اپنا تصور کرے۔

حاشیہ: ا: اصل میں 'کرکے' ہے۔(3)

اسی طرح 'ح' اور 'ہ' میں فرق واضح کر دیا۔ مثلاً:

''دل ہمت

حاشیہ: ا۔اصل متن 'حمت' غلط ہے۔(4)

مرتب کے دستیاب مآخذات کا سرمایہ مختصر ہے۔ انھوں نے دو ایڈیشن دریافت کیے اور ایک کو اساس بنا کر متن چھاپ دیا۔ مکارم الاخلاق کے مآخذات کا ذکر ضرور ملتا ہے لیکن تصحیح متن کے لیے ان مآخذات تک رسائی کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ یہ فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے کہ منشی ذکاءاللہ کو عربی و فارسی کتب سے اخذ و استفادہ کرنے میں تسامح نہیں ہوا۔ پیرا بندی، املا اور رموز و اوقاف پر توجہ دی۔ اگر وہ زیادہ نسخے دریافت کرتے تو شاید تصحیح متن میں مزید بہتری لا سکتے تھے۔

مولوی ذکاءاللہ کی کتاب ''تہذیب الاخلاق'' احمد رضا نے مرتب کی۔ یہ کتاب مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔ مکارم الاخلاق اور تہذیب الاخلاق دونوں مولوی ذکاءاللہ کی تصانیف ہیں اور دونوں کی وجہ تالیف بھی ایک ہی ہے کہ یہ درسی کتب کے طور پر لکھی گئی تھیں۔ مجلس ترقی ادب نے دونوں کتب کو شائع کیا۔ دونوں کتابوں کا مرتب بھی ایک ہے؛اس لیے مقدمہ تقریباً ایک جیسا

ہے۔البتہ 'تہذیب الاخلاق' کا 'دیباچہ' زیادہ مختصر ہے۔فاضل مصنف نے کن مآخذات سے یہ کتاب تالیف کی، معلومات میسر نہ ہونے پر مرتب لکھتے ہیں:

"فاضل مصنف نے مذکورۃ الصدر تینوں کتابوں کے آغاز میں یا اختتام پر اپنے مآخذ کی کوئی فہرست شامل نہیں کی۔ متن میں بھی کتابوں اور مصنفین کے نام خال خال نظر آتے ہیں۔ اگر وہ ان باتوں کا التزام کرتے تو مشمولہ مضامین اخلاق کی قدر و قیمت دوچند ہو جاتی۔"(5)احمد رضا(مرتب) تہذیب الاخلاق، مولوی ذکاءاللہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۱ء، ص ع پیش لفظ

یہی اعتراض مرتب پر بھی بنتا ہے کہ حواشی سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے نسخہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور کسی دوسرے نسخے سے استفادہ کیا ہے لیکن مرتب نے 'پیش لفظ' میں دستیاب مآخذات کا حوالہ اور فہرست نہیں دی۔ اگر مرتب ایسا کرتے تو ان کے تدوینی کام کی وقعت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔

اردو کی ادبی تاریخ کا آغاز تذکروں سے ہوتا ہے۔آج بہت سے شعرا کے حالات قدیم تذکروں کی بدولت زندہ ہیں۔ شعرا کے حالات کے ساتھ، ان کے شعری کارنامے، عہد شاعری اور ادبی معرکوں کے حالات ان تذکروں کی بدولت ہم تک پہنچے۔ یہ تذکرے جہاں تاریخ کا درجہ رکھتے ہیں وہاں تنقید کا بھی قیمتی اثاثہ ہیں۔ مجلس ترقی ادب لاہور کے مدونین نے اردو کے قدیم تذکروں کے متون کو دریافت کر کے، مطبوعہ ایڈیشن کی کھوج لگا کر تصحیح متن کے ساتھ شائع کر کے ان تذکروں اور اردو کی عہد بہ عہد صورت حال کو زندہ و جاوید بنا دیا ہے۔ ذیل میں چند تذکروں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

فصیح الدین رنج میرٹھی کے تذکرے "بہارستان ناز" کو خلیل الرحمٰن داؤدی نے مدون کیا۔ یہ تذکرہ ۱۹۶۵ء میں مجلس ترقی ادب کی جانب سے شائع کیا گیا۔ "بہارستان ناز" ۱۷۴ شاعرات کے حالات اور شعری نمونوں پر مشتمل نہایت اہم تذکرہ ہے۔ مرتب نے مقدمے میں رنج کے آباؤاجداد، ولادت، تعلیم و ترتیب، مشاغل، وفات، اولاد اور تصانیف پر روشنی ڈالی ہے۔ تذکرے کا سبب تالیف اور زمانہ تالیف کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ مرتب کے نزدیک یہ تذکرہ پہلی بار ۱۸۶۴ء میں، دوسری اشاعت ۱۸۶۹ء میں اور تیسری بار ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔ مصنف کا دیباچہ بھی شامل ہے جس میں رنج نے اپنی زندگی کی پریشانیوں کو بیان کیا اور ساتھ ہی سبب تالیف بھی بیان کیا ہے۔ تذکرے میں شامل شاعرات زیادہ تر طوائف ہیں۔ رنج نے تذکرے میں شاعرات کے جہاں تک ممکن ہوا حالات بیان کر دیے ہیں۔ خود ان کے جن شاعرات سے تعلقات تھے ان کو بھی رقم کر دیا ہے۔ مثلاً ایک شاعرہ بستی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بستی تخلص، آگرے کی طوائفان میں مشہور تھی۔اجلاس گورنمنٹی میں جو راقم کا جانا آگرے ہوا تھا،اس زمانے میں مجھ سے بھی ملنے آتی تھی۔ صورت میں اگرچہ اچھی نہ تھی الا طبیعت اچھی رکھتی تھی،اب مفقودالخبر ہے۔''(6)

مرتب نے متن کی فراہمی، تصحیح، تحشیہ، املا کے حوالے سے مستند معلومات فراہم نہیں کیں۔زیر نظر تذکرہ کی تدوین میں تدوینی محنت کا معیار کم ہے۔''تذکرہ گلستان سخن'' مرزا قادر بخش دہلوی کا تالیف کردہ نہایت مستند تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ ۱۸۵۷ء قبل تالیف ہونے والوں تذکروں میں سب سے آخری تذکرہ ہے۔یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔اسے خلیل الرحمٰن داؤدی نے مرتب کیا ہے۔
جلد اول: جلد اول کی طباعت جون ۱۹۶۴ء میں ہوئی۔اس کا مقدمہ، خلیل الرحمٰن داؤدی،ڈاکٹر وحید قریشی اور خود مؤلف کا مقدمہ شامل ہے۔حروف تہجی کے اعتبار سے ''الف سے ز'' تک ۲۰۰ سے زائد شاعروں کے سوانحی حالات اور کلام کا نمونہ دیا گیا ہے۔آخر میں اشاریہ شخصیات و مقامات اور کتابیات شامل ہیں۔ **جلد دوم:** طباعت ۱۹۶۶ء،اس جلد میں 'س' تا 'ض' تک ۹۰ شعرا کے حالات اور نمونہ کلام شامل ہے۔

مذکورہ تذکرے کے دو مقدمے ہیں۔ایک مقدمے میں مرتب خلیل الرحمٰن داؤدی نے مؤلفِ تذکرہ مرزا قادر بخش دہلوی کے حالات زندگی بیان کیے ہیں۔ان کے مطابق صابر کا نام قادر بخش اور والد کا نام مکرم بخت بہادر تھا۔دوسرے مقدمے میں ڈاکٹر وحید قریشی نے زبان کی پیدائش، ترویج سمیت لسانی اور فنی بحثیں کی ہیں۔انھوں تذکرے کا تجزیہ پیش کیا ہے۔'عرض مرتب' کے زیر عنوان داؤدی نے ڈیڑھ صفحات میں اپنے تدوینی طریق کار کی وضاحت کی ہے۔انھوں نے تذکرے کی دو اشاعتوں کو مد نظر رکھا۔

یہ تذکرہ پہلی بار ۱۲۷۱ھ میں مطبع مرتضوی لکھنو سے چھپا تھا۔دوسری اشاعت ۱۲۹۹ھ میں مطبع نول کشور لکھنو سے ہوئی۔مرتب نے ان دونوں نسخوں کو پیش نظر رکھ کر تذکرے کی تدوین کی ہے۔مصنف نے انتخابی طریقے سے متن کو ترتیب دیا ہے۔کہیں ایک ایڈیشن کو متن میں جگہ دی ہے اور دوسرے کے اختلافات کو حواشی میں بیان کیا ہے تو کہیں دوسرے ایڈیشن کو متن میں جگہ دے کر دوسرے کے اختلاف کو حاشیہ میں جگہ دی گئی ہے۔مثلاً:

''گر بپاداش 'گناھے' دست رس باشد ترا

حاشیہ: نسخۂ اول میں 'گناہ سترس' ہے۔'' (7)

اختلاف نسخ کا ایک اور حاشیہ ملاحظہ کیجیے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1
2024

"نسخہ مطبوعہ نول کشور پر ۱۲۹۹ھ: 'اس کے' اور نسخہ دوم (ص ۲۶۸) میں 'اس کو' ہے۔"(8)

"تذکرہ گلستان سخن" کے مرتب نے مد نظر دو نسخوں کے بارے میں مختصر تعارف پیش کیا ہے۔ مقدمہ اور حواشی موجود ہیں۔ پہلی جلد میں شخصیات و مقامات کے اشاریے اور کتابیات موجود ہیں۔ دوسری جلد میں اشاریہ اور کتابیات کو شامل نہیں کیا گیا۔ جس کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

قیام الدین قائم چاند پوری کے اس تذکرے کو ڈاکٹر اقتدا حسن نے ترتیب دیا۔ یہ تذکرہ ۱۹۶۶ء میں طبع ہوا۔ اس تذکرے میں مرتب کا مقدمہ شامل ہے۔ مقدمے میں ڈاکٹر اقتدا حسن نے مولف کے سوانح، تذکرے کا زمانہ تالیف اور ماآخذ کا جائزہ لیا ہے۔ مرتب نے 'مخزن نکات' کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مرتب کے بقول اس کے دو نسخے دستیاب ہوئے۔ ایک مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔ دوسرا انجمن ترقی اردو کا مطبوعہ نسخہ ہے، جسے مولوی عبدالحق نے مدون کیا ہے۔ مرتب کے مطابق مولوی عبدالحق کے ایڈیشن میں حواشی موجود نہیں ہیں۔ مرتب نے خطی نسخے کو بنیاد بنایا اور انجمن کا نسخہ بھی سامنے رکھا ہے۔ اختلاف نسخ کو حاشیہ میں بیان کر دیا ہے۔ مثلاً درد کی ایک غزل لکھی گئی ہے اور اس کا حاشیہ یوں ہے:

"مط میں اس غزل کا ایک شعر زائد ہے

تری ترچھی نگاہوں نے رکھا ہے نیم بسمل کر

اگر بھر کر نظر دیکھے میرا کام ہو جاوے"(9)

مرتب نے ضمیمے میں فہرست تذکرہ ہائے میر، گردیزی اور قائم پیش کی ہے۔ اس کے بعد کتابیات، اشاریہ متن و تعلیقات اور صحت نامۂ اغلاط منسلک ہیں۔ ڈاکٹر اقتدا حسن نے 'تذکرہ مخزن نکات' کی تدوین میں تدوینی اصولوں کو مد نظر رکھا ہے۔ اگرچہ وہ متن کے زیادہ نسخے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن انھوں نے دستیاب دو نسخوں میں سے ایک کو بنیاد بنا کر دوسرے کے اختلافات کو حواشی میں جگہ دی ہے۔ متن کی تفہیم کے لیے اشاریہ، تعلیقات اور صحت نامہ بھی مرتب کیا ہے۔ تصحیح متن کے لیے انھوں اپنی حد تک اچھی کوشش کی ہے۔

قدرت اللہ شوق کا تذکرہ "تذکرہ طبقات الشعر" نثار احمد فاروقی نے مرتب کیا۔ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا۔ نثار احمد فاروقی نے مقدمہ میں قدرت اللہ شوق کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مرتب کے مطابق شوق کا تعلق قصبہ کابر، تحصیل

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1
2024

بھیڑی، ضلع بریلی سے تھا۔ والد کا نام شیخ قبول محمد اور خواجہ کرم اللہ کے خلفا سے تعلق تھا۔ شوق کی درج ذیل تصانیف وتالیفات کو مقدمہ میں شامل کیا گیا ہے:

۱۔تاریخِ جام جہاں نما ۲۔تکملۃ الشعرائے جام جمشید

۳۔دیوان اردو ۴۔تذکرہ طبقات الشعرا

شوق نے اپنی تالیفات میں اس تذکرے کے کئی نام مثلاً 'تکملۃ الشعرا'، 'تذکرۂ ہندی'، 'حقیقۃ الشعرا'، 'تذکرہ طبقات الشعرائے ہندی' اور کہیں 'طبقات الشعرا' لکھا ہے۔ سن تالیف ۱۱۸۸ھ بنتا ہے۔ مرتب کو درج ذیل چار قلمی نسخوں کا علم ہوا:

۱۔نسخہ کتب خانہ آصفیہ، حیدر آباد دکن۔ نسخہ ۱

۲۔نسخہ کتب خانہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ۔ نسخہ ۲

۳۔نسخہ سنٹرل رکارڈس آفس، حیدر آباد دکن۔ نسخہ ۳

۴۔نسخہ کتب خانہ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی۔ نسخہ ۴

مرتب نے 'نسخہ ۱' کو اساس بنایا ہے۔ کیونکہ مرتب کے مطابق یہ نسخہ زیادہ درست، مکمل اور قابل اعتماد ہے۔ البتہ کہیں کہیں ایک آدھ ورق غائب ہے۔ سودا کے حالات کی عدم فراہمی پر مرتب کو تعجب ہے۔ حواشی میں الفاظ کے مفاہیم، تصحیح عبارت اور اختلاف نسخ کو شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً صفحہ نمبر ۳۷ پر ایک رباعی اور اس کا حاشیہ ملاحظہ کیجیے:

جدھر مرے بانکے نے جس آن اٹھایا

گویا کہ مرے قتل پر آن پان اٹھایا(۱)

تھی دور میں مجنوں کے کہاں اس کی یہ تعظیم

نالے نے مرے سر پہ بیابان اٹھایا

"حاشیہ: ۱: پان اٹھانا: بیڑا اٹھانا"(10)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1
2024

شوق نے بعض شعرا کے حالات کی فراہمی میں غلطیاں کی ہیں۔ مرتب نے ان شعرا کے درست حالات کو تعلیقات میں شامل کر دیا تاکہ مغالطے جنم نہ لے سکیں۔ مرتب کے بقول:

> ''یہ تذکرہ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ شمالی ہند، خصوصاً دہلی کے بعض بہت معروف شعرا کے سلسلے میں نہایت غلط اطلاعات فراہم کرتا ہے اور ان کے بارے میں موٹی موٹی باتوں سے بھی بے خبر ہے۔ ایسے بیانات جن کی تصحیح یا تصریح ضروری تھی ہم نے اس تذکرے کے آخر میں 'تعلیقات' کے تحت ان سے بحث کی ہے۔'' (11)

نثار احمد فاروقی نے ''تذکرہ طبقات الشعرا'' کی تدوین میں محنت کی ہے۔ تذکرے کے اہم نسخوں کو دریافت کیا ہے۔ تصحیح متن کے اصولوں کے مطابق متن میں موجود تسامحات کو ختم کیا گیا ہے۔ حواشی و تعلیقات میں متن سے متعلق قیمتی معلومات کو جگہ دی گئی ہے۔

سعادت علی خاں ناصر کا تذکرہ ''تذکرہ خوش معرکہ زیبا'' کو مشفق خواجہ نے مرتب کیا۔ اس کی جلد اول ۱۹۷۰ء میں اور دوسری جلد ۱۹۷۲ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئی۔ جلد اول میں مرتب کا مقدمہ، ۳۴۴ شعرا کے تذکرے اور صحیح نامہ شامل ہے۔ جلد دوم کی فہرست میں جلد اول کے نمبر شمار کو جاری رکھتے ہوئے ۳۴۵ سے ۸۲۴ شعرا کے تذکرے، اشاریہ اور صحیح نامہ شامل ہیں۔ اس تذکرے میں کل ۸۲۴ شعرا اور شاعرات کے تذکرے موجود ہیں۔

مقدمہ نگار کے مطابق اردو تذکروں میں ناصر کے حالات بہت کم ہیں۔ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ناصر کے والد کا نام رسالت خاں اور تعلق بجنور سے تھا۔ وہ محمد حسن مذنب عرف چھوٹے مرزا کا شاگرد تھا اور ناصر کی وفات لکھنو میں ہوئی۔ ناصر کو ادب، تاریخ اور مذہب سے لگاؤ تھا۔ مذہبی ذہن رکھنے کے باوجود وہ رنگین مزاج تھا۔ حاضر دماغی اور بدیہہ گوئی میں مشہور تھا۔ وہ مذہبی مجالس، مشاعروں اور محرم کے جلوسوں میں شرکت کرتا تھا۔ تذکرے اور دیگر معلومات کے مطابق ''خوش معرکہ زیبا'' کے علاوہ ناصر کی درج ذیل تالیفات ہیں:

۱۔ پانچ دیوان	۲۔ مثنوی مظہر معجزات	۳۔ مثنوی مختار نامہ
۴۔ گلشن سرور	۵۔ ترجمہ روضۃ السیر	۶۔ ترجمہ حیات القلوب
۷۔ واسوخت ناصر		

"تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا" تاریخی نام ہے۔اس تذکرے کا آغاز ۱۲۶۱ء میں ہوا۔ ناصر نے تذکرے میں شعرا کی ترتیب حروف تہجی کی بجائے استادی شاگردی کے لحاظ سے رکھی۔ پہلے استاد کا ذکر پھر شاگردوں کا ذکر ہے۔ اس طرز ترتیب کے ناصر موجد اور خاتم ہیں۔ تذکرہ درج ذیل تین حصوں پر مشتمل ہے:

الف: پہلے حصے میں ان شعرا کا ذکر ہے جن کی استاد شاگردی معلوم ہے۔

ب: دوسرے حصے میں وہ شعرا شامل ہیں جن کی استادی شاگردی نامعلوم ہے۔

ج: تیسرا حصہ شاعرات سے متعلق ہے۔

مقدمہ نگار کے مطابق ناصر کے تذکرے کا چرچا طبع ہونے سے پہلے ہو گیا تھا۔ ہر شاعر جاننا چاہتا تھا کہ ناصر نے اس کے بارے میں کیا رائے پیش کی ہے۔ البتہ درج ذیل وجوہات سے مخالفت بھی ہوئی۔

۱۔ ناصر نے تلامذۂ ناسخ کے خلاف لکھا ہے۔ ۲۔ مصحفی کے شاگردوں کے خلاف لکھا ہے۔

۳۔ بعض شعرا کے کردار پر انگلی اٹھائی گئی ہے۔

۴۔ بعض ہم عصر شعرا کے بارے میں من گھڑت واقعات لکھ دیے جن کی تصدیق یا تردید ممکن نہیں۔

مقدمہ نگار نے تذکرے کا تنقیدی اور تحقیقی تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ ترتیب متن کے وقت جو نسخے پیش نظر رہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ نسخۂ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۲۔ نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی

۳۔ نسخہ کتب خانہ لکھنو یونیورسٹی ۴۔ نسخہ آزاد لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی

مرتب نے چاروں نسخوں کی کیفیات اور خصوصیات بیان کر دی ہیں۔ حواشی میں ضروری معلومات، اختلاف نسخ وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حاشیہ ملاحظہ کیجیے:

"یہ اور اس کے بعد کے دو اشعار نسخۂ انجمن میں نہیں ہیں۔ (مرتب)" (12)

جلد دوم صفحہ نمبر ۳۵۶ پر ایک شعر اور اس کا حاشیہ ملاحظہ کیجیے:

شک عکس چشم کا جو تری ناف پر گیا(ا)

تار نظر پہ شبہ ٔ موئے کمر گیا(13)

”حاشیہ: ا: نسخہ ٔ انجمن میں سہو کتابت سے اس شعر کا دوسرا،اوراس کے بعد کے شعر کا پہلا مصرع درج ہونے سے رہ گیا ہے۔(مرتب)“ (14)

مشفق خواجہ نے تذکرے کی تدوین میں تحقیقی وتدوینی اصولوں کو مد نظر رکھا ہے۔ وہ مآخذات تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور پھر متن کی ترتیب کا مرحلہ بھی کامیابی سے طے کیا ہے۔ متن میں موجود کاتب کی اغلاط اور دیگر تسامحات کا ازالہ کیا ہے۔ غلام مصطفی خاں شیفتہ کا تذکرہ ”گلشن بے خار“ کلب علی خاں فائق نے مرتب کیا۔ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔اس تذکرے میں حروف تہجی کی ترتیب سے کل ۷۱ ۲ شعرا کے تذکرے شامل ہیں۔خاتمہ کے بعد قطعہ ہائے تواریخ، تقریظیں اور نقل کتبہ کاتب شامل ہے۔مرتب نے مقدمے میں غلام مصطفیٰ خاں شیفتہ کے حالات نقل کیے ہیں۔وہ مقدمے کے آغاز میں لکھتے ہیں:

”تذکرہ ٔ گلشنِ بے خار“ اپنے عہد کی بے نظیر تالیف ہے۔اس کے مؤلف نواب محمد مصطفیٰ خاں المتخلص بہ شیفتہ دہلی کے ان مشاہیر میں سے تھے جن کے ذکر کے بغیر دہلی مرحوم کی علمی وادبی تاریخ نامکمل رہے گی۔“(15)

شیفتہ بنگش پٹھانوں کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ان کا خاندان دہلی میں آبسا تھا۔وہ ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے۔شیفتہ کی تربیت امیرانہ طریقے سے ہوئی۔درسی علوم کے ساتھ شہسواری اور تیراندازی میں بھی دل چسپی لی۔شعر وسخن میں بھی طبع آزمائی کر کے خوب شہرت حاصل کی۔مرتب نے طوائف سے محبت کا واقعہ بھی بیان کیا۔شیفتہ کی علمی مجالس کا عالم یہ تھا کہ دہلی میں دو مکان ایسے تھے جہاں آنے والے کی ضرور کسی بڑی علمی شخصیت سے ملاقات ہو جاتی۔ان میں ایک مفتی صدرالدین آرزدہ کا مکان اور دوسرا شیفتہ کا گھر تھا۔غدر کے ہنگامے میں یہ رونقیں فنا ہو گئیں۔شیفتہ نے ۱۸۶۹ء میں وفات پائی۔شیفتہ کی تصانیف وتالیفات درج ذیل ہیں:

۱۔اردو دیوان ۲۔تذکرہ ٔ گلشنِ بے خار

۳۔سفر نامہ ٔ حرمین شریفین ”ترغیب السالک الی احسن المسالک موسوم بہ رہ آوردہ“

۴۔کلیات شیفتہ وحسرتی

"گلشن بے خار" کی ترتیب کا آغاز ۱۲۴۸ھ میں شروع کیا اور ۱۲۵۰ھ میں مکمل کیا۔ شیفتہ نے چند دیگر تذکروں سے بھی استفادہ کیا۔ مرتب نے "گلشن بے خار" پر ہونے والی تنقید کا جائزہ لیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان اعتراضات کو رد کیا جا سکے جو دیگر تذکرہ نگاروں اور نقادوں نے نواب مصطفی خان شیفتہ پر عائد کیے ہیں۔ 'حرف آخر' کے ذیل میں مرتب نے اپنے ماخذات اور ترتیب متن کے طریق کار کی درج ذیل الفاظ میں مختصر وضاحت کر دی ہے:

"یہ متن تذکرۂ گلشنِ بے خار مطبوعہ نول کشور، اکتوبر ۱۸۷۴ء لکھنو پر مبنی ہے۔ اس کی تصحیح نسخۂ طبع دوم دہلی ۱۲۵۹ھ سے کی گئی ہے۔ طبع اول کی فروگذاشتوں کی تصحیح طبع دوم میں کر دی گئی تھی۔ اس لیے یہ نسخہ شیفتہ کے مصححہ نسخے کے مطابق ہے۔ آخر میں صحت نامہ شامل کر دیا گیا ہے۔" (16)

مرتب نے اختلاف نسخ کو حاشیہ میں بیان کر دیا ہے۔ مثلاً:

"طبع دوم [ص ۲] میں ظہور صحیح نہیں۔" (17)

ایک اور حاشیہ کچھ اس طرح ہے:

" 'کی' اصل متن [گلشن بے خار، ص ۱۴۷] میں طباعت سے رہ گیا ہے۔" (18)

کتاب کے آخر میں مرتب نے ۶۹۴ الفاظ پر مشتمل اغلاط نامہ شامل کر دیا ہے۔

کلب علی خاں فائق نے زیر نظر تذکرے کے ماخذات دریافت کیے اور تقابل کے بعد متن کی درستی کی۔ انھوں نے حواشی بھی فراہم کیے۔ اغلاط نامہ بھی منسلک کر دیا تاکہ اغلاط سے بچا جا سکے۔

حوالہ جات

1. خویشگی، محمد عبداللہ خاں (مرتب) فرہنگ عامرہ، دہلی، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۰ء، ص: ۴۵۳
2. دہلوی، سید احمد، مولوی (مرتب) فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، دہلی، نیشنل اکاڈمی، ۱۹۷۴ء، ص: ۴۸۱
3. اشرف، محمد خاں، ڈاکٹر، عظمت رباب، ڈاکٹر (مرتبین) اشرف اللغات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء، ص: ۴۱۳
4. محمد ہاشم، سید، تحقیق و تدوین (جلد اوّل)، مکتبہ جامعہ، علی گڑھ، ۱۹۷۸ء، ص: ۱۱
5. علوی، تنویر احمد، اصولِ تحقیق و ترتیب متن، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۲

6. خویشگی، محمد عبداللہ خاں (مرتب) فرہنگ عامرہ، دہلی، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۰ء، ص:۱۱۹
7. اشرف، محمد خاں، ڈاکٹر، عظمت رباب، ڈاکٹر (مرتبین) اشرف اللغات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء، ص:۱۹۱
8. رشید حسن خاں، تدوین۔ تحقیق روایت، ایس اے پبلیکیشنز، دہلی، ۱۹۹۹ء، ص:۴۲
9. خلیق انجم، متنی تنقید، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۰۶ء، ص:۲۲
10. سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم، اسلام آباد، ورڈ وژن، ۱۹۹۵ء، ص:۱۲۹
11. قریشی، عبدالرزاق، ڈاکٹر، مبادیات تحقیق، بمبئی، ادبی پبلشرز، ۱۹۶۸ء، ص:۷۷
12. علوی، تنویر احمد، ڈاکٹر، متن کی تحقیق و ترتیب، مضمون مشمولہ، تحقیق شناسی، (مرتب رفاقت علی شاہد) لاہور، القمر انٹر پرائزر، ۲۰۰۳ء، ص:۲۱۶
13. اشرف، محمد خاں، ڈاکٹر،، عظمت رباب، ڈاکٹر (مرتبین) اشرف اللغات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء، ص:۲۲۲
14. رشید حسن خاں، تدوین۔ تحقیق روایت، ایس اے پبلیکیشنز، دہلی، ۱۹۹۹ء، ص:۴۳
15. نذیر احمد، پروفیسر، تصحیح و تحقیق متن، کراچی، ادارہ یادگار غالب، ۲۰۰۰ء، ص:۲۷
16. جین، گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، فیصل آباد، روھی بکس، ۲۰۱۵ء، ص:۳۴۹
17. ایضاً، ص:۳۵۰
18. ایضاً